جناب حافظ ثناء اللہ زاہدی

حلالہ
نعمت — یا لعنت ؟

الحمد للّٰہ وحدہٗ، والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ،
امّا بعد !

برادرانِ اسلام ! اللہ ربّ العزت نے ہمیں پیدا کیا، ہماری طبیعت و مزاج اور فطرت میں اجتماعی معاشرت کی اہلیت کو اختیار فرمانے کے ساتھ ساتھ انسانی نسل کی افزائش کے لیے مرد و عورت کے اجتماعی کردار کو بنیاد فرمایا۔ دونوں کی خواہشات و جذبات کو آوارہ اور بے لگام چھوڑنے کی بجائے شرم و حیا و عزت و آبرو جیسے قیمتی بندھنوں میں باندھ دیا، حتیٰ کہ انسان کی طبیعت یہی ٹھہری کہ اس کے لیے حیاء و عزت دنیا میں سب سے قیمتی متاع ہے۔

انسان پیدائش کے وقت محتاج و کمزور ہوتا ہے، صلاحیتیں ضعیف ہوتی ہیں — جونہی بڑا ہوتا جاتا ہے، عقل میں پختگی آگئی جسم مضبوط ہوا اور پرورش کرنے والوں کی محتاجی سے آزادی ملی، اپنی سوچ اپنی عقل کی بنیاد پر معاشرہ میں کردار نبھانے کا وقت آگیا تو اللہ کے قانون شریعتِ الٰہی نے ایسے وقت میں دونوں کے لیے باہمی ملاپ کا حد درجہ سنجیدہ، پُروقار اور باعزت انتظام فرمادیا — جسے نکاح کہتے ہیں۔

دو جانیں ہی نہیں دو خاندان مل گئے، میل جول کی نعمت میسّر آئی، رشتہ داری کے نام پہ تعلق بڑھا، ایک دوسرے کا احترام اور مشکل وقت میں مددگاری جیسی نعمتوں کی مٹھاس محسوس ہونے لگی۔ یہ قانونِ الٰہی کی برکتیں تھیں جنہیں ہمارے معاشرہ میں شادی کا نام دیا گیا۔

انسان کی فطرت میں کمزوریاں بھی ہیں، جہالت، دین سے دوری، اخلاق میں پستی جیسے اسباب بعض دفعہ ان سب خوشیوں کو غارت کرنے کا باعث بھی بن جاتے ہیں —

ایک ساتھ جینے مرنے کا عہد کرنے والے نفرت و بغض کی لپیٹ میں آگئے، فاصلے بڑھنے لگے، احترام ختم ہوا، محبت بغض و نفرت میں بدل گئی، دونوں طرف سے انتقام تک کی نوبت آ پہنچی ـــ تو محبت و احترام کا درس دینے والی شریعت نے ایسے حالات میں بھی ان دونوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑا۔

ظالم کا ظلم بڑھتا نہ جائے اور مظلوم کی آہ اور درد عذاب الٰہی کا باعث نہ بنے۔ شریعت کا پہلا درس دونوں میاں بیوی کے لیے آپس میں صلح صفائی کا ہے:

"وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔"

"اگر عورت کو اپنے خاوند سے زیادتی یا بے رخی کا ڈر ہو تو آپس میں معاملات افہام و تفہیم سے طے کر لیں، کیونکہ بدظنی و نفرت کی بجائے مصالحت ہی بہتر ہے۔"

گھر کی بات گھر میں رہے، چار دیواری سے باہر نہ جائے۔ اگر خدانخواستہ آپس کی بدظنیاں اور نفرتیں آپس میں بیٹھ کر ختم نہ ہو پائیں تو پھر شریعت نے دوسرے معزز افراد کی مدد کی راہ دکھائی ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ۔"

"تمام مسلمان آپس میں اخوتِ اسلامی کے لحاظ سے بھائی ہیں اور اپنے بھائیوں کے درمیان بوقتِ ضرورت صلح و صفائی کی کوشش کرو۔"

اگر اس مرحلہ میں بھی حالات میں خوشگواری نہیں آئی، دل نفرتوں سے صاف نہیں ہو پائے تو پھر احسن طریقہ سے علیحدگی کا مرحلہ ہے ـــ اللہ تعالیٰ کی شریعت دونوں کو علیحدہ ہو جانے کا راستہ بھی دکھاتی ہے اور طریقہ بھی بتاتی ہے جس کو طلاق کہتے ہیں۔

طلاق کا شرعی طریقہ

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو جنت نظیر بنائے، بے چینیوں، آزمائشوں اور رسوائیوں سے محفوظ رکھے، لیکن اگر خدانخواستہ حالات سنبھل نہ پائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی شریعت میں طلاق کا قانون ہے ـــ اسے پڑھیے اور بوقتِ ضرورت اسی طرح استعمال کیجیے، جیسا اللہ کا حکم ہوتا کہ نہ تو رخصتوں کے دروازے بند ہوں اور نہ ہی عزت و آبرو کے بھیڑیوں

کے ہتھے چڑھنے کی نوبت آئے ۔

بیوی ماہواری (حیض) کی حالت سے پاک ہو چکی ہو تو اس سے جنسی تعلقات قائم کرنے کی بجائے ایک طلاق دے دیجئے۔ صرف ایک! اور پھر حالات کا جائزہ لیجئے، شاید کل ہی ضرورتیں ان الفاظ کو واپس لینے پر مجبور کر دیں ۔ اگر ایسا ہی ہوا ہے اور حالات کا تقاضا علیحدگی نہیں ہے، تو پھر آپس میں خصوصی تعلقات قائم کر لیجئے۔ یہ رجوع ہے بشرطیکہ طلاق دیئے ہوئے پاکیزگی (طہر) کے تین دور گزر نہ چکے ہوں۔

اور اگر مصلحت علیحدگی ہی میں ہے تو پھر ایک طلاق کے بعد خاموش رہیے، یہاں تک کہ تین طہر گزر جائیں۔ بس اب طلاق پکی ہو گئی، عورت مرد کے لیے حرام ہو گئی۔ اور طلاق کی یہ صورت اصل شرعی صورت ہے۔ اگر پھر بھی مصالحت کی ضرورت پڑ گئی ہے تو پھر نئے نکاح سے بات بن جائے ۔ اگر طلاقیں دو ہو گئی ہیں، مدت تین طہر گزر گئی ہے، تو بھی نئے نکاح کی ضرورت ہے۔ اور اگر طلاقیں تین دے دی جائیں، وقفہ وقفہ کے ساتھ، تو بھی تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ لیکن یہ صورت بہت سے علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس کے بعد وہ عورت پہلے خاوند کے لیے نئے نکاح سے بھی حلال نہیں ہو گی ___ ہاں اگر اس عورت نے کسی دوسرے مرد سے زندگی گزارنے کی غرض سے شادی کی ہو، وہاں سے بھی طلاق ہو جائے تو اب پہلا بھی اگر کرنا چاہے تو کر سکتا ہے ۔

طلاق دینے کا غیر شرعی اور خود ساختہ طریقہ

اگر خاوند نے طلاق دینے کا انداز یہ اپنایا ہو کہ ایک ہی دفعہ بیک زبان تین طلاقیں داغ دیں، تو یہ طریقہ علماء کے ہاں ناجائز ہے۔ حنفی فقہ میں اسے حرام لکھا ہے اور ایسا کرنے والا گناہ گار ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ہوں گی تین ہی یا کہ ایک ہو گی؟ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی شمار ہو گی!

طلاق کے بعد رجوع کا شرعی طریقہ

ایک طلاق دی ہو اور طہر کی تین حالتیں گزرنے سے پہلے رجوع کرنا چاہے، تو بغیر نکاحِ جدید کے تعلقات بحال کر لے ___ اور اگر تین حالتیں گزر جائیں تو نیا نکاح کرنا ہو گا!

اگر وقفے سے دو طلاقیں دے چکا ہے، تو بھی مدت کے اندر رجوع بغیر نکاح کے ہے

اور تین طہر گزرنے کے بعد نیا نکاح کرنا۔ یعنی اسی پہلے خاوند سے، جس نے طلاق دی تھی۔ اور اگر تین طلاقیں وقفہ وقفہ سے پوری ہوگئی ہیں تو اب عورت ہمیشہ کے لیے خاوند پہ حرام ہوگئی ہے۔ ہاں ایک صورت میں ممکن ہے، وہ یہ کہ اس عورت کی نباہ کی غرض سے شادی کسی اور مرد سے ہوئی، لیکن وہاں بھی طلاق کی نوبت آگئی تو اب پھر پہلے خاوند کے پاس جانا چاہے اور وہ رکھنا چاہے تو نیا نکاح کرلیں۔

اور یہی معنیٰ ہے سورۃ البقرہ کی ۲۳۰ نمبر آیت کا، جس میں فرمان ہے:

" فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ "۔

"اگر خاوند نے تیسری طلاق بھی دے دی تو وہ عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی، الّا یہ کہ کسی اور خاوند سے اسے طلاق ہو جائے۔"

رجوع کا غیر شرعی اور خود ساختہ طریقہ "حلالہ"!

برادرانِ اسلام! شریعتِ الٰہی نے مرد و عورت میں نکاح کے تعلقات کی استواری اور خاتمہ کی صورت میں طلاقِ شرعی کے مقابلہ میں رجوعِ شرعی کا جو انداز ہمیں عنایت فرمایا، وہ آپ پڑھ چکے۔ اور ساتھ ہی طلاقِ شرعی کے مقابلہ میں طلاق کے خود ساختہ طریقہ کی تفصیل بھی آپ نے ملاحظہ فرمالی۔

اب طلاق شدہ عورت کو خاوند کے لیے خود ساختہ اور غیر شرعی طریقہ سے حلال کرنے کا انداز بھی پڑھیے اور دیکھئے کہ شریعت اس طریقہ پہ کیا حکم لگاتی ہے؟ —— فقہاءِ اُمت اس بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں، اور بالخصوص حنفی مشائخ کے حجروں اور زاویوں سے کیا آوازیں آرہی ہیں؟

عموماً ہوتا یہ ہے کہ لوگ جہالت کی وجہ سے غصہ میں آکر تینوں طلاقیں بیک زبان دے دیتے ہیں اور باور کر لیتے ہیں کہ اب یہ عورت تو حرام ہوگئی، اب اسے دوبارہ حلال کرنے کے لیے شریعت ہی کا سہارا لینا ہوگا —— تو مجبوری کی اس حالت میں مفتیانِ فقہ حنفی ان سادہ لوح لوگوں کو شریعت کے نام پہ جو حل پیش کرتے ہیں، وہ یوں ہے:

عارضی طور پہ کسی آدمی کی خدمات حاصل کی جائیں، جو جز وقتی نکاح پہ راضی ہو جائے اور مقررہ وقت پہ فوراً طلاق دے دے، تاکہ وہ عورت "حتّٰی تنکح زوجاً غیرہٗ" کی شرط پوری ہونے سے پہلے خاوند کے گھر دوبارہ جا سکے۔ بس اس نیت اور ارادے اور

شرط کے ساتھ کئے گئے نکاح کو نکاحِ تحلیل یا حلالہ کہتے ہیں۔

حلالہ کے متعلق شریعت کا فیصلہ

مسلمان بھائیو! اس وقتی نکاح کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حد درجہ نفرت اور قباحت کا اظہار فرمایا ہے اور ایسا کرنے اور کرانے والے دونوں پہ اللہ کی لعنت بھیجی ہے۔ بالاتفاق صحیح حدیث ہے، آپؐ نے فرمایا:

"لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ۔"

"اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں پر لعنت برسائے۔"

اور یہ حدیث سب مذاہب کے ہاں صحیح ہے، اس کے صحیح ہونے میں کسی کا اعتراض نہیں ہے۔ انسانیت اور شرافت سے گرے ہوئے اس گھٹیا فعل کے بارہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں نفرت کا اظہار صحابہؓ کی موجودگی میں اس طرح فرمایا:

"أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِالتَّیْسِ الْمُسْتَعَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ هُوَ الْمُحَلِّلُ۔"

"میں تمہیں کرائے کے سانڈھ کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا، کیوں نہیں؟ آپؐ نے فرمایا وہ یہ ہے جو مطلقہ عورت کو فقط پہلے خاوند کے لیے حلال کرنے کی غرض سے وقتی نکاح کرتا ہے۔"

اس کے بعد فرمایا:

"لَعَنَ اللّٰہُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَہٗ۔"

"اللہ تعالیٰ ان دونوں پہ لعنت برسائے۔"

یہ تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس فعلِ بد کے بارہ میں شرعی فیصلہ!

حلالہ کے بارہ میں صحابہؓ کا موقف

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، لہٰذا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو کچھ نقل ہوگا، وہ محض اس مسئلہ کی تفصیل کو مزید سمجھنے کی غرض سے ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھنے لگا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اس کے بھائی نے حلال کرنے کی غرض سے اس سے شادی

کی، کیا وہ حلال ہو جائے گی؟ تو خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے جواب نفی میں دیا اور ساتھ ہی فرمایا: "لا ـــ الاّ نکاح رغبة، کنا نعدّ ھٰذا سفاحاً علیٰ عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔"

کہ "یہ حلالہ کا فعل خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی زنا ہی سمجھا جاتا تھا اور زنا سے عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوتی۔"

اس قصہ کو امام حاکمؒ نے المستدرک جلد نمبر۲ صفحہ نمبر ۱۷۲ میں صحیح سند سے بیان کیا ہے اور امام ذہبیؒ وغیرہ نے بھی اس کے صحیح ہونے کی تائید کی ہے۔

اور یہی کیس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیا تو آپؓ نے سب سے پہلے ان دونوں کی علیحدگی کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ جس نکاح سے عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہوتی ہے، وہ معاشرت اور نباہ کی غرض سے ہوتا ہے۔ یہ کیس سنن بیہقی میں جلد نمبر ۷ ص نمبر ۲۰۸ پہ موجود ہے۔

امام بیہقیؒ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے اپنے دورِ خلافت میں اس کیس کے بارہ میں عام فیصلہ کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ:

"حلالہ کا کیس اگر میرے پاس آیا تو میں اس پر زنا کی حدِ رجم قائم کر دوں گا، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔"

الغرض صحابہ کرامؓ بھی اپنے دورِ حکومت میں رجوع کے خود ساختہ طریقے حلالہ کو زنا ہی تصور کرتے رہے اور اس پہ رجم کی حد کا اطلاق درست سمجھتے رہے۔

فقہاءِ اُمّت کا نظریہ

اور یہی موقف فقہاء امت کا ہے کہ حلالہ کرنے اور کرانے والے دونوں لعنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو لعنتی کہا ہے اور علماء اُمّت ہمیشہ اسے حرام ہی سمجھتے آئے ہیں۔ نیز حنفیوں، شافعیوں، مالکیوں، حنبلیوں کی معتبر فقہی کتابوں میں ایسے ہی لکھا ہے۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق حلالہ کے جائز ہونے پہ کسی عالمِ دین کی تائید موجود نہیں ہے۔

کیا حلالہ سے عورت پہلے خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے؟

اس سے بڑھ کر سوچنے کی بات یہ ہے کہ حلالہ کی شکل میں اللہ کی لعنت کا مستوجب

ہونے کے باوجود کیا اصل مقصد، جس کے لیے اس قبیح فعل کا ارتکاب کیا جاتا ہے، حاصل ہو جاتا ہے؟ یا کہ عورت کو حلال کرنے کے لیے کسی دوسرے مرد کے نیچے سے گزارنے کے گھٹیا فعل کو سرانجام دینے کے باوجود بھی وہ پہلے خاوند کے لیے حرام ہی رہتی ہے؟

مسلمان بھائیو! صحابہؓ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدالتی فیصلے یہی ہیں کہ وہ عورت پہلے خاوند کے لیے اس طریقہ سے حلال نہیں ہوتی، کیونکہ یہ زنا ہے۔ امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ، ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ، لیث بن سعدؒ جیسے فقہاء امت کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ وہ رجوع کے خود ساختہ طریقے حلالہ سے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوتی۔

رہ گئی فقہ حنفی تو قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کا بھی موقف یہی ہے کہ وہ حلال نہیں ہوتی۔

امام ابو یوسفؒ کا تو موقف ہی یہ ہے کہ حلالہ کی یہ شکل متعہ کی شکل ہے، جو بالاتفاق حرام اور زنا تصوّر ہوتی ہے۔

صرف امام ابو حنیفہؒ اور امام زفرؒ کے نزدیک حلال ہونے کا حکم ہے جس کی دلیل ان کا اپنا خود ساختہ اصول ہے کہ شرط میں قباحت سے مشروط قبیح نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں نکاح میں حلالہ و طلاق کی شرط غلط ہے، لہٰذا اصل نکاح درست ٹھہرا!

اصل بات یہ ہے کہ جس صورت پہ شریعت نے لعنت ڈالی ہے، وہ نکاح ہے ہی نہیں اور شریعت نے اسے نکاح کہا ہی نہیں۔ اسے حلالہ کہا جاتا ہے! ــــ امام صاحب ظاہری صورت میں مشابہت سے دھوکہ کھا گئے۔ خود صحابہؓ نے اس صورت کو زنا کہا ہے، نکاح نہیں کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صریح فیصلہ ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"کنا نعدّ ھٰذا سفاحاً۔"

یعنی "ہم اسے زنا تصوّر کرتے تھے۔"

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اص ۴۷۳ میں صراحت سے لکھا ہے کہ زنا یا مشکوک نکاح سے عورت پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوتی!

حلالہ بدمعاشی و بے غیرتی ہے!

کوئی بھی غیور اور معزز آدمی حلالہ کی مروجہ شکل کو عزت، وآبرو کے تقاضوں کے

مطابق تصور نہیں کر سکتا لیکن ہمارے معاشرہ میں حنفی فقہ کی ترجمانی کرنے والے علماء کرام بڑی دیدہ دلیری سے اس ملعون فعل کو عین شریعت اور رحمتِ خداوندی قرار دینے میں پورا زور لگا رہے ہیں۔

جبکہ امام بدرالدین العینیؒ، جو کہ ان علماء میں شمار ہوتے ہیں جنہیں حنفیت کی وکالت کا خصوصی شرف حاصل ہے اور اپنے مذہب میں معتمد ترین علماء میں شمار ہوتے ہیں، وہ اپنی کتاب "البنایہ" جو کہ حنفی مذہب کی معتمد ترین کتاب "الھدایہ" کی شرح ہے، اس میں حلالہ کے مستوجبِ لعنت ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اگر کوئی پوچھے کہ حلالہ کے فعل کو مستوجبِ لعنت کیوں ٹھہرایا گیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

"لأن التماس ذلك هتك للمروءة وإعارة التيس في الوطء لغرض الغير رذيلة فانه انما يطؤها ليعرضها لوطء الغير وهو قلة حمية۔"

"عورت کو حلال کرنے کی غرض سے عارضی خاوند کا اہتمام کرنا عصمت دری ہے۔ اور یہ عارضی خاوند ایسے ہی ہے جیسے جاندار مادہ پہ کسی دوسرے کے نر کو عاریۃً لا کے چڑھا دیا جائے اور یہ بڑی گھٹیا حرکت ہے کیونکہ یہ عارضی خاوند بھی بس اسی لیے ہے کہ عورت کو اس کے نیچے سے اس لیے گزار دیا جائے تاکہ وہ پہلے کے لیے حلال ہو جائے اور یہ بے غیرتی کی دلیل ہے۔"

انہی الفاظ سے حلالہ کو ملا علی القاری نے مشکوٰۃ کی شرح المرقاۃ جلد ۷ صفحہ نمبر ۲۴۴ پر بیان کیا ہے۔

چونکہ یہ مسئلہ ایک عدالت کے جج کے فیصلے کے بعد معاشرہ میں زیرِ بحث بنا ہے، اور پھر علماء احناف اس میں بڑی جرأت کے ساتھ اس عملِ بد کو عین شریعت ثابت کرنے کے لیے اخبارات کا سہارا لے رہے ہیں، اس لیے دنت کی مناسبت سے عام لوگوں کو اس مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری تھا۔

آخر میں ہم عوام الناس، جو کہ بہت ہی سیدھے سادھے بھولے بھالے مسلمان ہیں اور جو ہر لکیر کے فقیر کے پیچھے چڑھ جاتے ہیں، ان سے یہ گذارش کریں گے کہ وہ شرعی مسائل

کی دریافت میں ذرا عقلمندی سے کام لیا کریں۔ معاشرہ میں جن علماء کی شہرت علم وتقویٰ کے حوالے سے ہو، ان سے قرآن وسنّت کی رو سے مسائل دریافت کیا کریں ــــ اور خود بھی قرآنِ مجید کا ترجمہ نیز احادیث کی کتابیں، جو ترجمہ سے چھپ چکی ہیں، اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ اور ساتھ ہی اہلِ علم سے گذارش ہے کہ للہ، اوّل تو کسی ایک مخصوص فقہ کی عصبیت چھوڑ دیں، اور اگر ایسا کرنا ہی ہے تو مذہب میں موجود مسائل کو ایمانداری سے لوگوں کے سامنے پیش کیجیے۔ سیدھے سادھے مسلمانوں کی عزت و آبرو کے تحفظ کا کردار نبھائیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور معاشرہ معزز اور باوقار ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کا علم عنایت فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق دے اور ہماری دنیا و آخرت بہتر ہو جائے ــــ آمین!

محدّث کا "مولانا عبدالرحمان کیلانی نمبر"

"قارئینِ حرمین، "حرمین" میں مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات وسن پورہ لاہور کے مؤسس و مہتمم، ملک کے مایۂ ناز کاتبِ قرآنِ مجید اور بیسیوں علمی کتابوں کے مصنّف مولانا عبدالرحمان کیلانی کے سانحۂ ارتحال کی خبر پڑھ چکے ہیں ــــ آپ کے دنیا سے اُٹھ جانے سے کتاب وسنّت کی نشر و اشاعت اور دیگر دینی سرگرمیوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے، وہ شاید برسوں پُر نہ ہو سکے۔ اس قحط الرجال کے دور میں آپ ایسے جدید موضوعات پر قلم اٹھانے والے اہلِ علم کا دنیا سے رخصت ہو جانا ملّت کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔

اس سلسلے میں عامۃ الناس کے فائدے کی خاطر ہم مرحوم کی زندگی کے مختلف شعبوں پر مبنی ایک خصوصی نمبر کی اشاعت کے خواہاں ہیں اور الحمدللہ اس سلسلے میں کافی تحریری مواد بھی جمع کیا جا چکا ہے۔

اہلِ علم واصحابِ قلم سے ہماری استدعا ہے کہ مرحوم سے اپنے خصوصی تعلق کے پیشِ نظر انکی زندگی اور علمی کاوشوں اور طور اطوار پر اپنے تاثرات لکھ کر ہمیں جلد از جلد ارسال فرمائیں تاکہ آپکے مضمون کو بھی شاملِ اشاعت کیا جا سکے اور اس طرح مرحوم کی قابلِ رشک زندگی کے زیادہ سے زیادہ گوشے ایک ہی جگہ جمع ہونے ممکن ہو سکیں۔ آپکی اس کاوش پر ادارہ کے جملہ اراکین شکر گزار ہوں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"!

حافظ عبدالرحمان مدنی

مدیر ماہنامہ محدّث، لاہور